اندلس کی عظمت

ظافر قاسمی

چالیس سال قبل تاریخ اسلام کا سبق پڑھتے ہوئے اساتذہ نے یہ بتایا تھا کہ اندلس گم شدہ فردوس ہے۔ یہ اندوہناک تعبیر ہم میں اور ہم سے بعد کو آنے والوں کے نفوس میں اندلس کے ساتھ نقش کے مانند ہو گیا۔ اس کے بعد جب کبھی اندلس یاد آتا ہے تو اس کا یہ وصف بھی لازمی طور پر یاد آجاتا ہے۔ اور ہمارے خیالات کے سامنے ایک اعلیٰ تہذیب کا نقشہ پیش کرتا ہے جو کسی دور میں قائم ہوئی اور پھر ختم ہو گئی۔

مراثی اور گریہ | جملہ مسلمان عام طور پر اور عرب خاص طور پر اس مصیبت پر آنسو بہاتے رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ میں جب دس سال کا تھا تو ادبار اندلس کے خاتم ابوالبقا صالح بن شریف رندی کا یہ قصیدہ یاد کیا تھا:۔

لکل شیئ اذا ماتم نقصان	ہر ایک شے جب کمال کو پہنچتی ہے تو نقصان پذیر ہوتی ہے۔
فلا یغر بطیب العیش انسان	اس لئے کسی بھی انسان کو عمدگی عیش پر مغرور نہ ہونا چاہیئے۔
ھی الامور کما شاھدتھا، دول	یہاں کی چیزیں بدلتی رہتی ہیں جیسا کہ میرا مشاہدہ ہے۔
من سرہٗ زمن، ساءتہ ازمان	کہ اگر ایک وقت کوئی خوش بھی رہا تو اس سے طویل زمانہ وہ تکلیف میں پڑے گا۔
وھذہ الدار لاتبقی علی احد	یہ دنیا کسی کا ساتھ نہ دے گی۔
ولا یدوم علی حال لھا شان	اور نہ کسی ایک حال پر رہے گی۔
این الملوک ذووالتیجان من یمن؟	یمن کے تاج دار بادشاہ کہاں گئے۔
[illegible]	اور [illegible]

وأين ماشاده شداد في ارم؟	شداد نے ارم میں جو پائدار باغ بنایا تھا وہ کہاں گیا ۔
وأين ماساسه في الفرس ساسان؟	اور ساسان نے ایران میں جو سیاست چلائی وہ کہاں گئی۔
وأين ماحازه قارون من ذهب؟	قارون نے جو سونا جمع کیا تھا وہ کہاں گیا۔
وأين عاد وشداد وقحطان؟	اور خود عاد، شداد اور قحطان کہاں چلے گئے ۔
اتى على الكل امر لا مرد له ،	ہر ایک پر وہ چیز (موت) آئی جو لوٹ نہیں سکتی ۔
حتى قضوا فكان القوم ما كانوا	یہاں تک کہ یہ چل بسے اور ان کا نام ونشان نہ رہا ۔
وصار ما كان من مُلك ومن مَلك	اور یہ سب حکومتیں اور سلاطین
كما حكى عن خيال الطيف وسنان	مانند خواب رہ گئے ۔

اس مرثیہ سے چار صدی قبل دوسرے کئی مرثیے ہیں، کیونکہ اندلس کے شہر یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے دشمنوں کے ہاتھوں ختم ہوتے رہے، جس سے شعراء میں درد وحزن کا دریا جوش مارتا رہا اور ان کی زبانوں پر بے اختیار غم کی کہانیاں جاری ہوتی تھیں اور ان کے اشعار میں آہ و بکا کی کیفیت نمودار ہوتی تھی ۔ اس مصیبت کا احساس نہ صرف مسلم عربوں میں رہا لیکن مسیحی عرب بھی اس غم میں ان کے شریک تھے ۔ ابوالفضل ولید بن طعمہ ۱۹۳۹ء کا مسیحی لبنانی معاصر ادیب کا قصیدہ اس کا شاہد موجود ہے، اس قصیدے کے کچھ اشعار ملاحظہ فرمائیں :-

وكم مساجد اعلينا مآذنها	اور کتنی مساجد تھیں جن کے مناروں کو ہم نے بلند بنایا۔
فاطلعت انجما منها معالينا	پھر ان سے ہماری بزرگیاں بلند ستاروں کی طرح نمودار ہوئیں۔
تلك المساجد صارت للعدى بِيَعا	اب یہ مساجد دشمنوں کی کنیسائیں ہیں۔
بعد الائمة لا تقوى الرهابينا	ائمہ کے جانے کے بعد راہبوں کو دوست نہیں رکھتیں۔
يا ايها المسجد العاني بقرطبة	اے دشمنوں کے ہاتھ میں مقید قرطبہ کی مسجد ۔
هل تذكرك الاجراس تاذينا	کیا تجھے یہ جرس اذان یاد دلاتے ہیں ۔
وفي المحاريب اشباح تلوح لنا	اور محرابوں کے اندر صورتیں جو واضح دکھائی دیتی ہیں۔
وفي المنابر اصوات تناديـنا	اور منبروں کی آوازیں ہمیں بلا رہی ہیں ۔

ایک متوقع آفت | میرے خیال میں اندلس کی تباہی، مسلمانوں کے عقلاء، حکماء،

اور مفکروں کے ہاں کوئی غیر متوقع اور ناگہانی چیز نہ تھی اور جب سے ان کے قدموں نے اس سرزمین کو روندا تھا اس وقت سے یہ خطرہ پیش نظر تھا۔ اس لئے وہ قوم کو ہمیشہ خوف دلاتے رہے کہ اگر انہوں نے اللہ کی رسی کو (متحد ہوکر) نہ پکڑا اور آپس میں تفرقہ ڈالا تو ایک دن ان کا برا حشر ہوگا۔ مسلم عقلاء نے باہمی اختلاف کے برے نتائج کے سلسلے میں جو کچھ اپنی تالیفات میں صراحت کی ہے وہ محتاج بیاں نہیں ہے۔ اسی طرح عرب کے ادباء نے بھی اپنے مثالی کلام میں اتحاد کے متعلق بہت کچھ کہا ہے۔

مسلمانوں کے باہمی اختلاف کے نتائج پر سب سے پہلے طارق بن زیاد کو اس وقت تنبیہ ہوا جب وہاں پہنچنے کے بعد کشتیوں کو جلانے کا حکم دیا اور اپنے لشکر سے یہ مشہور خطاب کیا۔

"تم جان لو کہ اس جزیرے میں تمہاری حالت ان یتیموں سے بھی بدتر ہے جو کہ بخیلوں کے دسترخوان پر حاضر ہوئے ہوں بخدا تمہارے لئے سوا صبر اور صداقت کے اور کوئی چیز نہیں"۔

اندلسیوں کے ہاں اس شعور کا عام احساس مجھے ان کے آثار سے نمایاں نظر آیا جن کو میں نے سنہ ۱۹۶۲ء میں اندلس میں دیکھا۔ میں نے طلیطلہ چرچ کے عجائب خانہ میں ایک ریشمی چادر دیکھی جس پر عربی زبان کے واضح الفاظ میں یہ لکھا ہوا تھا "النصر والتمکین والفتح المبین لمولانا ابو الحسن امیر المؤمنین" یعنی نصر الٰہی اور تمکین اور فتح مبین امیر المؤمنین مولانا ابو الحسن کے لئے الخ۔ بعینہ یہ عبارت غرناطہ کے قصر حمراء کی دیواروں پر بھی متعدد جگہ نام کی تغییر سے منقوش پائی ۔۔۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ دعا صرف نصر اور فتح کی نہ تھی لیکن تمکین اور قبضہ رہنے کا لفظ بھی ساتھ ساتھ تھا، اس سے قلق اور پریشانی کے شعور کا پتہ لگتا ہے۔

ابوحفص بن برد

اندلس کی تاریخ داخلی اختلافات اور نزاعوں سے بھری پڑی ہے، وزیر کاتب، ابوحفص بن برد اصغر پہلا شخص ہے جس نے وہاں کے مسلمانوں کو باہمی اختلاف کے برے نتائج سے خوف دلایا اور یہ کہا:۔

"اب وقت آ پہنچا ہے کہ تم اپنے خوابیدہ عقلوں کو بیدار کرو! آپس کے کینوں اور دشمنیوں کو باہر پھینک دو اور تیروں کو ان کے تھیلوں میں اور تلواروں کو ان کے میانوں میں اور بھالوں کو ان کی جگہوں میں رکھو اور تم یہ جان لو کہ اللہ تم پر

قدرت رکھتا ہے اور تمہاری پیشانیوں کو پکڑ سکتا ہے۔ اللہ کے غضب سے ڈرو اس کا کم سے کم غضب یہ ہے کہ وہ اپنی نعمتیں تم سے روک لے اور تمہیں مختلف مصائب میں گرفتار کرے"۔ اسی طرح اپنے طویل کلام اور خطبے میں ان کو ڈراتا رہا۔

کاش! مسلمان اپنے اندرونی اختلافات کو چھوڑتے اور اقتدار کی ہوس میں ایک دوسرے پر حملہ آور نہ ہوتے۔ سب سے المناک بات یہ ہوئی کہ آپس کی لڑائیوں میں اپنے ان عیسائی دشمنوں سے بھی مدد کے طالب ہوئے جو اُندلس میں مسلمانوں کی تباہی کے منتظر تھے۔ کتاب الحلل السندسیہ کا صاحب لکھتا ہے کہ اُندلس میں مسلمانوں نے ایک ایسا دروازہ کھولا جس سے دوسرے داخل ہو رہے ہیں۔

ابوحفص بن برد، اندلس میں باہمی متحارب مسلمانوں کو ملک سے جلاوطنی کے متعلق ڈراتے ہوئے کہتا ہے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم نصاریوں سے عسکری مدد لے کر اسلامی ممالک پر کرانے کا خیال رکھتے ہو، اور وہ یہاں آکر مسلمانوں کے آثار مٹائیں گے، ان کے اموال کی بیخ کنی کریں گے، مسلمانوں کا خون بہائیں گے، ان کے بیٹوں کو غلام بنائیں گے اور ان کی عورتوں سے خدمت لیں گے، اگر نعوذ باللہ یہ بات ہوگئی تو اس سے تم اپنے وطن سے نکلنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور یہ ایسا جرم ہے کہ تباہی کی خبر دے رہا ہے۔ ہمیں یہ بھی ڈر ہے کہ نصاریٰ ملک کے اندرونی اختلاف سے واقف ہوجائیں اور پھر وہ ہم پر حملہ آور ہو جائیں یہ ایک ایسا سانحہ کہ جس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ ابن برد ایک فریق سے زور دے کر یہ کہہ رہا ہے: "مجھے معلوم ہوا کہ تم الموفق ابی الجیس کے ساتھ مل گئے ہو اور مظفر ابو محمد کا مقابلہ کرنا چاہتے ہو اور اس کو شکست دینے کے لئے ہر ایک فریق نصاریوں سے مدد کا طالب ہے اور تم یہ چاہتے ہو کہ ان کے ذریعہ تم اپنا بدلہ لوگے اور اپنے خطے کی حفاظت کروگے، لیکن اس سے جو دوسرے فتنے اور مصائب برپا ہوں گے جس سے کوئی منصف یا ظالم بچ نہیں سکتا، کیا تم ان سے بے خبر ہو؟ وہ تو مسلمان مردوں کو ختم کریں گے، بچوں کو یتیم اور عورتوں کو رانڈ بنائیں گے، خون بہائیں گے، مال و دولت کی لوٹ مار کریں گے، وطن سے ان کے باشندوں کو نکالیں گے، اس کے بعد وطن خالی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا، اللہ اس بُرے انجام سے محفوظ رکھے"۔